THE

سرمور گزٹ

ناہن

نمبر ۵ | مطبوعہ ۳ فبروری سنہ ۱۸۹۳ء روز جمعہ | جلد ۶

سرمور گزٹ

ناہن ۳ فبروری سنہ ۱۸۹۳ء جمعہ

سیرۃ الفاروق

یعنی

فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے سوانح عمری اور حالات خلافت

منشی سراج الدین احمد اڈیٹر سرمور گزٹ کی تالیف سے یہ ایک نئی کتاب ہے حضرت عمر کی سوانح عمری اور حالات خلافت تین سو صفحون مین بتحقیق اور کوشش اور تلاش سے لکھے گئے ہین ۔ دو جزو کا دیباچہ اس کے علاوہ ہے جس مین شیعہ اور سنی کی باہمی مخالفت کے اصلی تاریخی واقعات اور اسباب اور اُس کی اصلیت پر اس غرض سے بحث کی گئی ہے کہ یہ مخالفت مسلمانون کے درمیان سے اُٹھ جاے

کتاب کی نسبت اس سے زیادہ کہنے کی کوئی ضرورت نہین ہے کہ مسلمانون کے واسطے ایک بادشاہ سے لے کر عامی مسلمان تک دینی اور دنیوی زندگی کے واسطے نہایت درجہ ہادی اور راہ نما ہے اور مسلمانون کی ترقی کے اصلی اور حقیقی اور سچے اسباب کا آئینہ ہے ۔ نہایت خوش خط موٹے چکنے سفید کاغذ پر چھاپی گئی ہے اور قیمت معہ محصول ڈاک وغیرہ دو روپیہ ہے

المشتہر منیجر سرمور گزٹ ناہن ۔

یونیورسٹی الہ آباد کنووکیشن

اور

ہزآنر لفٹنٹ گورنر چنسلر کی اسپیچ

ماخوذ از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

اس سال الہ آباد یونیورسٹی کے کنووکیشن مین آنربل چنسلر نے جو اسپیچ کی ہے وہ معمولی اسپیچ نہین ہے بلکہ سب سے زیادہ باوقعت اسپیچ ہے اور ہم کو نہایت غور سے اس کو دیکھنا چاہیے۔ اس مین صرف ہندوستان ہی کا شمار نہین بتلایا گیا بلکہ تعلیم کی حالت کو اور اس پر جو نکتہ چینی ہوتی ہے اس کو بھی بتایا ہے اور صرف اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ تعلیم کے آیندہ فیچر کو بھی دکھایا ہے جو ایک پہلو سے ڈراونی اور ایک پہلو سے دل لبھانے والی ہے اور اس لیے ہم مسلمانون کو اس پر زیادہ غور کرنا ہے اور سمجھنا ہے کہ اس کے دونون پہلوؤن سے ہماری قسمت مین کون سا پہلو ہے۔

ہمارے ہم وطن ہندو بھائیون کو اس کے کسی پہلو سے خوف نہین ہے اُن مین باہمی اتفاق ہے گو اُن مین کیسا ہی ذات کا اختلاف ہو مگر وہ اختلاف ایسا ہے جیسے ہاتھ کی پانچون انگلیون مین اختلاف ہے جس طرح پر وہ سب انگلیان بروقت خوردن ہم برابر ہو جاتی ہین اسی طرح وہ بھی ایسے کام مین جو سب کے لیے مفید ہے برابر ہو جاتے ہین مگر مسلمانون کی حالت اس کے برخلاف ہے۔

علاوہ اس کے ان کے کثیر گروہ کو تعلیم کی طرف توجہ ہے مدت سے وہ تعلیم پاتے ہین اُن کو تعلیم کا مزا آگیا ہے تعلیم سے اُنھون نے متعدد طرح پر فوائد حاصل کیے ہین اور مسلمانون کی حالت ایسی نہین ہے۔

ہندو خدا کی مہربانی سے بہ نسبت مسلمانون کے تمول مین زیادہ ہین وہ سب کچھ کر سکتے ہین مسلمان اگر چاہین تو کچھ نہین کر سکتے علاوہ اس کے مسلمانون کو بیجا تعصب مذہبی نے اور بھی خاک مین ملا دیا پس بالفرض اگر وہ ڈرانا پہلو ہندوؤن کے سامنے آئے تو وہ اس کو سنگار سے آراستہ کر کے دل لبھانے والا بنا سکتے ہین لیکن اگر وہ پہلو مسلمانون کے سامنے ہو تو بجز اس کے کہ دبل کر رہ جائین اور کچھ نہین کر سکتے۔

ہزآنر نے فرمایا کہ ایک فریق کالجون اور یونیورسٹیون کی نسبت یہ الزام لگاتا ہے کہ انھون نے نیم تعلیم یافتہ نوجوان بہ تعداد کثیر ملک مین پھیلا دیے ہین جو صرف سرکاری ملازمت کے خواہان ہین اور بسبب ناقص علم کے اور کسی کام کی تلاش کے لائق نہین ہین۔

ہزآنر نے فرمایا کہ دوسرے فریق نے یہ الزام لگایا کہ وہ تعلیم پرانے عقیدون اور اخلاق کے پرانے اصولون اور پرانے آداب صحبت اور بزرگون او حاکمون کی تعظیم کی بالکل برباد کرنے والی ہے۔

پہلے نقصان کے دور کرنے کو ہزآنر نے دو طریقے فرمائے ہین اول یہ کہ کالجون کی تعلیم زیادہ تر گران کر دی جاوے جس مین ذی مقدور لوگون کے لڑکے یا سکالرشپ پانے والے طالب علم ہی پڑھ سکین اس پہلو کو مین مسلمانون کے حق مین ڈراونی صورت بتلاتا ہون اگرچہ ہزآنر نے فرمایا کہ "ان اضلاع کی حالت موجودہ مین اس قسم کی کارروائی ضروری یا پسندیدہ نہین معلوم ہوتی ہے" لیکن ضرور یہ پہلو ہمارے سامنے آنے والا ہے اور اس کو کچھ زیادہ دیر نہین لگنے کی۔ اس لیے مسلمانون کو خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیے اور اپنی اولاد کی تعلیم کی قبل اس کے کہ وہ وقت آئے فکر کرنی چاہیے ایسا نہ ہو کہ وہ وقت آ جاوے جب کہ وہ پہلو اُن کے سامنے آئے اور وہ دبل کر رہ جائین اس وقت بھی مسلمان اپنی مفلسی کے سبب تعلیم سے محروم رہتے ہین اور اس وقت بھی جو اخراجات تعلیم ہین اُن کو برداشت نہین کر سکتے مگر جب وہ وقت آنے لگا کہ اخراجات تعلیم زیادہ ہو جاوینگے اور کالج سلف سپورٹنگ کر دیے جائینگے اور گورنمنٹ منتاج نیم تعلیم یافتہ طالب علمون کے غول کا پیدا کرنا پسند نہ کرے گی تو مسلمانون کا کیا حال ہوگا۔ پس ان کو لازم ہے کہ قبل اس کے کہ وہ وقت آئے اس کی فکر کرین۔

دوسری تدبیر ہزآنر نے یہ بتلائی کہ دو سلسلۂ تعلیم کی خواندگی اس طرح پر تبدیل کر دی جائے کہ طالب علم اُس حالت میں کہ وہ ایک عام عمدہ تعلیم حاصل کر سکیں زندگی کے مختلف پیشوں کے واسطے اپنے تئیں لائق بنا سکیں۔"

ہزآنر نے فرمایا کہ اس کے لیے تدبیریں یہ ہوئی ہیں چنانچہ سکولوں میں ایک فائنل امتحان قرار دیا گیا ہے جو بہ نسبت موجودہ امتحان انٹرنس کے زیادہ تر عملی طور کا ہوگا۔ اُن نوجوانوں کے لیے جو حرفت دست کاری اور تجارت کے پیشہ میں داخل ہوں۔

اُس کے اسٹینڈرڈ میں انگریزی بقدر ضرورت۔ ریاضی۔ تاریخ جغرافیہ مطابق موجودہ انٹرنس کے اور علاوہ اس کے اُس کے اسٹینڈرڈ میں نقشہ کشی۔ علم طبیعیات۔ علم کیمیا۔ زراعت۔ پیمائش۔ حساب کتاب۔ پولیٹیکل اکانمی میں سے کوئی علم بھی شامل ہوگا۔

اس امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد طالب علموں کو یہ استحقاق ہوگا کہ خواہ کالج کے لٹریری انٹرمیڈیٹ کلاس (اے) میں داخل ہوں خواہ سائنٹفک انٹرمیڈیٹ (بی) کلاس میں۔ اور منطق کی تعلیم دونوں کلاسوں میں برابر ہوگی۔

اب ہم اس بات کو سوچتے ہیں کہ اس تدبیر سے وہ نیم تعلیم یافتہ نوجوانوں کا غول جو بتعداد کثیر ملک میں پھیلا ہوا ہے اور جو صرف سرکاری ملازمت کا خواہاں ہے کیونکر کم ہو جائے گا۔

جو اسٹینڈرڈ تعلیم کا اُن کے لیے قائم کیا گیا ہے اُس کے حاصل کرنے کے بعد بھی وہ نیم تعلیم یافتہ تو ضرور رہیں گے اور اس کی بھی توقع نہیں ہے کہ وہ سرکاری ملازمت کے خواہاں نہ ہوں گے۔ ہم کو بتانا چاہیے کہ ملک میں ان تعلیم یافتوں کی کہاں گنجائش ہے کون سی حرفت اور کون سی دست کاری اور کون سی تجارت اور کون سے پیشے اُن کے لیے ملک میں کھلے ہوئے ہیں جس میں وہ سما سکیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ وہی نیم تعلیم یافتہ نوجوانوں کا غول کثیر التعداد ملک میں پھیلا رہے گا اور صرف سرکاری ملازمت کا خواہاں رہے گا بلکہ

نئے غول میں اور پرانے غول میں اتنا فرق ہوگا کہ پرانے غول نے کسی قدر دماغی تربیت بہ نسبت نئے غول کے زیادہ پائی ہوگی۔ اور یہ نیا غول نیم تعلیم یافتہ اور اس کے ساتھ محض بے ہنر اور بہ نسبت پہلے غول کے زیادہ تر خطرناک ہوگا۔

آج ہی رات کو میں نے ایک نوجوان دوست سے جو بی کورس میں بی اے کی ڈگری پانے کی کوشش کر رہا ہے پوچھا کہ ڈگری پانے کے بعد تم اپنی زندگی بسر کرنے کے لیے کیا چیز اختیار کرو گے۔ اس نے جواب دیا کہ کچھ نہیں۔ میں ملک میں کسی صنعت کا نہیں ہوں کیمسٹری کا مجھے بہت شوق ہے مگر کالج چھوڑنے کے بعد بہت زمانہ نہ گزرے گا کہ سب بھی بھول جاؤں گا اگر میں نے اے کورس لیا ہوتا تو لٹریچر ہی سے دل بہلانے کا مجھ کو موقع رہتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ وہ موقع بھی مجھ کو میسر نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ گورنمنٹ کسی کالج یا اسکول میں سائنس پڑھانے کی ماسٹری دے یا کسی تحصیل میں پیشکار یا تحصیلدار مقرر کرے اور کوئی امید نہیں۔

عام لوگ یہ خبر سن کر کہ گورنمنٹ نے سائنس کی تعلیم اور ٹیکنیکل ایجوکیشن پر توجہ کی ہے بلاشبہ خوش ہوتے ہیں مگر گورنمنٹ کو سمجھنا چاہیے کہ وہ کس خیال میں خوش ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جہاں سائنس کی تعلیم ہوئی اور ٹیکنیکل ایجوکیشن جاری ہوئی ہم تمام چیزیں خود بنانے لگیں گے ہندوستان کی بنی ہوئی گھڑیاں ہماری جیبوں میں ہوں گی اور ہندوستان کا بنا ہوا فرنیچر ہمارے گھروں میں ہوگا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا اور یورپ اور امریکا کی کاریگری کی ہم کو کچھ پروا نہ رہے گی اور ہم یورپ اور امریکا کی تجارت کو ہندوستان سے نکال کر دست بخود وہاں سے سنگس رہیں گے۔

ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسا لغو اور بیہودہ خیال ہے اور اُن کی یہ امیدیں بہت جلد مایوسی سے بدل جائیں گی اور یہ مایوسی لٹریری تعلیم کے بعد کی مایوسی سے بہت زیادہ خطرناک ہوگی۔ اسی سلسلہ میں ہزآنر نے انجینئرنگ کالج رڑکی کو یونیورسٹی سے ملانے کا ذکر فرمایا

ہے ہم ابھی تک اس وقت کوئی راے نہیں دے سکتے معلوم نہیں کہ وہ کس حد تک یونیورسٹی سے ملایا جائے گا۔ ہاں اس قدر کہتے ہیں کہ اگر اُس سے ایسے لوگ بھی پیدا ہو جائیں جو کلوں کے چلانے اور کلوں سے کام لینے میں فورمین یعنی سیٹ ہونے کے بھی لائق ہوں تو بہت غنیمت ہو گا۔ بلاشبہ ہندوستان میں کلوں سے کام کرنے کے کارخانے جاری ہوتے جاتے ہیں اور کیا عجب ہے کہ اُن میں ترقی ہو اور گو وہ شکل پیدا ہو جائے کہ کارخانوں کے عمدہ کام ذکر نے ہوں مگر اُن سے کسی قدر ہندوستان کو فائدہ ہوتا ہے یہ خیال کہ ہندوستان کو یورپ کی بنائی ہوئی کلوں کی بھی حاجت نہ رہے گی شیخ چلی کے خیالات ہیں۔ اس بات کے لیے بھی کہ بڑی ذمہ داری کے کارخانوں کے لیے یورپین سپرنٹنڈنٹ کی بھی ضرورت نہ ہوگی ایک صدی سے زیادہ عرصہ کی ضرورت ہے بلکہ معلوم نہیں ہو گا بھی یا نہیں۔ اگر رڑکی انجینیرنگ کالج فورمین ہی پیدا کر دے جو ہندوستانیوں کے کارخانوں میں کام دے سکیں اور ریلوے اور انگلش فیکٹری کے مہتمم بھی اُن کو منظور کریں تو بہت غنیمت ہو گا مگر ہم کو اس بات میں کہ انگلش فیکٹری اور ریلوے فیکٹری کے مہتمم اُن کو بطور فورمین کے منظور کریں گے نہایت شبہ ہے۔

اسی سلسلہ میں مسٹر آرچر نے اس اعتراض کی طرف توجہ فرمائی ہے کہ انگریزی طریقہ تعلیم کا میلان طالب علموں کی لیاقتوں کو بالائی طور کی بنانے کا ہے اُس کی نسبت وہ فرماتے ہیں کہ اکثر طالب علم کالجوں یا اسکولوں میں داخل ہوتے ہیں اور کوئی ڈگری نہیں حاصل کرکے بلکہ صرف ملازمت سرکاری کی قابلیت حاصل کرنے پر قانع ہوتے ہیں اور اپنے نام کے ساتھ "فیل شدہ ایف اے" لکھنے پر فخر کرتے ہیں اور اس اعتراض کے باعث بیش تر وہی لوگ ہیں۔

ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ ہندوستانیوں کے خیال میں صرف یہی (فیل شدہ ایف اے) اس اعتراض کے باعث نہیں ہیں بلکہ وہ یونیورسٹی کے بی اے اور ایم اے کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور درحقیقت ہماری راے میں بھی سوائے معدودے چند کے ایسا ہی سمجھنے کے لائق ہیں۔ ایک نہایت تجربہ کار انگلش افسر تعلیم کے دیوتا کا قول ہے کہ لائق گریجوایٹ اس سے زیادہ لیاقت نہیں رکھتے کہ جو کچھ انھوں نے پڑھا ہے دوسروں کو پڑھا دیں یہ تو لائق لائق گریجوایٹوں کا حال ہے اور نہیں معلوم کہ جو اُن سے کم ہیں اُن کا کیا حال ہو گا۔

ہماری راے میں گورنمنٹ کو اس بات میں معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس کو صاف طور پر اس اعتراض کو قبول کرنا چاہیے اور کہہ دینا چاہیے کہ گورنمنٹ جو کچھ کر رہی ہے اس سے زیادہ گورنمنٹ سے ہونا ممکن نہیں ہے بلکہ جتنا اُس کو کرنا تھا اُس سے زیادہ اُس نے کیا ہے۔ پس اگر تم کو اس سے زیادہ اور کامل تعلیم چاہیے ہو اُس کے لیے جو کچھ کرنا ہو خود کرو۔ ہمارے نزدیک یہی سچی بات ہے اور یہی انصاف ہے اور اسی کو صاف صاف بتا دینا گورنمنٹ کا فرض ہے۔

اسی سلسلہ میں مسٹر آرچر نے فرمایا کہ "اُن کا میلان اس خیال کی جانب ہے کہ جس قاعدے کی رو سے مڈل امتحان کے پاس کرنے کا سرٹیفکیٹ بطور کافی لیاقت سرکاری نوکری کے تسلیم کیا جاتا ہے وہ بلحاظ اُن نتیجوں کے اُن شخصوں کی بہ نسبت جو تعلیم کے کام میں مصروف ہیں زیادہ تر گرفت کے لائق ہے"

ہم اس راے سے دل سے متفق ہیں اور جس قدر جلد یہ قاعدہ منسوخ ہو گا اُسی قدر جلد ملک اور گورنمنٹ دونوں کو فائدہ ہو گا۔ مڈل کے امتحان کے پاس کرنے کے بعد کوئی لیاقت گورنمنٹ کی نوکری پیدا نہیں ہوتی اور فی الحال موجودہ جو مڈل کے کورس اور اُس کے امتحانوں سے متعلق ہیں وہ بجائے فائدے کے تعلیم کی ترقی کے مانع ہیں اُن کو یک لخت منسوخ کرنا چاہیے اور ملازمت سرکاری کا اسٹینڈرڈ انٹرنس کے امتحان کے پاس کرنے کا سرٹیفکیٹ قرار دینا چاہیے۔

اس کے بعد مسٹر آرچر اُن نقصانات کے دور کرنے کے بیان کی طرف متوجہ ہوئے ہیں جو اس طرز کے باعث ہوتے ہیں اور اس کے دو علاج

فرماتے ہیں :-

ایک یہ کہ عام امتحانات کے سٹینڈرڈ کو بڑھا دیا جاوے اور اُس کی سختی کو قائم رکھا جاوے۔ دو فرماتے ہیں کہ یونیورسٹی کی مجلس سنیٹ نے اس سے غفلت نہیں کی بعض امتحان کو وسعت نہیں دی اور زیادہ تر کام واقفیت پر زور دیا ہے چنانچہ آپ کے امتحان انٹرمیجیٹ میں اور ڈگریات کے امتحان میں پاس کرنے والوں کی تعداد کی کمی ہو گئی ہے۔

دوسری بات نظام تعلیم کے کورس کی اصلاح کی نسبت فرمائی ہے جس کی اصلاح کی کمیٹی کے لائق ممبروں اور مسٹر گف سے اعلی اور بے نظیر ماہر سے توقع تھی۔ مگر ہم کو پہلے امر کی نسبت شکایت نہیں ہے امتحانات کے سٹینڈرڈ کو بڑھانا طالب علموں کو زیادہ تر کرمنگ کے طریقے پر مائل کرنا اور اُن کی استعداد کو نقصان پہنچانا ہے۔

زیادہ تر واقفیت کا دریافت کرنا امتحان کے سٹینڈرڈ بڑھانے سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سوالات امتحان کی نیچر اور ممتحن کو طالب علموں کے جوابات پر کافی غور کرنے اور نمبر دینے میں اپنے خیالات مسئلہ کی یکروی چھوڑ کر صرف طالب علموں کے جواب اور طرز جواب پر اور اُس سے اُس کی لیاقت کا اندازہ کرنے پر منحصر ہے اور ہم کو صاف کہنا چاہیے کہ طریقہ پورے طور پر یہ نہیں جاتا سمجھ کہ تو اُن لوگوں میں جنھوں نے کوئی امتحان آنرز میں پاس کیا ہے اور جنھوں نے پاس کیا ہے مگر آنرز میں پاس نہیں کیا کسی ایک اتفاقی امر کے سوا اور کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا جیسے کہ بعض فیل شدہ کا کہ اُن کا فیل ہو جانا ہی باوجودیکہ پاس شدہ سے زیادہ لائق ہیں ایک اتفاقیہ امر ہے امتحان کے طریقے کی اصلاح ممکن ہو جاتی ہو لیکن حقیقت واقعی ہماری دانست میں بھی ہے یہ نقص دور ہو گیا ہے جب سے ہماری یونیورسٹی نے ماہر کے ممتحنوں کا چھوٹا قرار دیا ہے۔

آہ! از دست صرافان گوہر ناشناس
ہر زمان خرمہرہ را با دُر برابر می کنند

یہ ہیں رفیق ہند کے دل آزار مضامین بعنوان "سرسید اور ..."

کے نام ان دوستوں "کے مطالعہ سے سخت قلق ہوا اور یہ قلق بصورت میں ہی حل کر اُن سب بندگان خدا کے دلوں میں پایا گیا ہے جنھیں اسلامی جماعت سے کچھ بھی ہمدردی ہے ایسے شخص کی زندگی پر جس کی فطرت دست قدرت نے ایسے زہریلے مادے سے کی ہے افسوس ہے۔ ہم سرسید کے مرید نہیں اور وہ اس بزرگوار کو کسی شخص سے ایسی آرزو ہے مگر اُس کے بے انتہا احسانوں کو جو وہ محض شدت قومی ہمدردی سے مسلمانوں پر کر رہا ہے کوئی با ایمان بھول نہیں سکتا۔ سرسید ہرگز ایسے شکریے کے مستحق نہیں ہیں جیسے اس دشمن قوم نے ذاتی عناد سے رفیق کے کالموں کو سیاہ کر کے اپنے نامہ اعمال کا نور کر دیا ہے۔ اس کا گلا ہوا ضمیر اس کے ضمیر کا شاہد ہے۔ اُس نے اپنا سارا ایمانی علمی قلمی جوش اس بزرگ محسن و رشید اسے قوم کو ناپاک الفاظ سے یاد کرنے میں صرف کیا ہے جس نے اپنا مال جان آرام عزت قوم کی اصلاح مسلمانوں کی غمخواری میں قربان کیا ایسے رفیق کے ایمان کو ہم خدا کے حوالے کرتے ہیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

افسوس پھر وہ اس ابتدائی قوم کو طفل بے شعور کی طرح باتوں میں بہلا کر اپنے ہمراہ محسن کشی کے میدان میں لانا چاہتا ہے اور مذہبی جگہ دے کر خدا اور رسول سے بھی دھوکے کی ٹٹی میں اپنے ذاتی عناد کو اخفا کیا جاتا ہے۔

گر مسلمانی ہمین است کہ زینجا ظاہر شد
وائے گر از پس امروز بود فردائے

ہر شخص کی ایمانی طاقت کا اندازہ اُس کے قلبی جذبات اور عملی خیالات سے ہوا کرتا ہے۔ دیکھو وہ خادم قوم ہے جس نے اپنی ساری عمر قومی ہمدردی کے قومی اصلاح کی ان تھک کوششوں میں صرف کر دی در بدر بھیک کے لیے ہاتھ بڑھایا اسٹیج پر آیا کوڑی کوڑی جمع کر کے قوم کے فائدے کے لیے کالج سا چشمہ حیات بخش بنایا۔ قوم کو سلف طلب کا سبق پڑھا کر خواب غفلت میں بے خبر سوتوں کو جگایا۔ غیر قوموں کے جان توڑ حملوں سے مذہبی دنیا کو بچایا اور پھر خدا کے

تفضل سے اپنی امیدوں کا پوری کامیابی سے پھل بھی پا لیا کہ اُس کے جیتے جی مسلمانان ہند کے دلوں میں اپنی ترقی کی فکر کا جوش اُمڈ رہا ہے

دوسرے صاحب بھی اب۔ آپ کو رفیق کہتے ہیں مگر اپنی ساری لاف پر خود ہی زبان سے نظر دوڑا جائیں اور خود ہی بتائیں کہ (محمد برکت علی خان صاحب جیسے شفیق یا دیوان داس مل جیسے رئیس یا مہاراج والی کشمیر جیسے شریف یا سر سید جیسے محسن قوم یا مولوی نذیر احمد صاحب جیسے مخدوم یا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس جیسی غمخوار یا علی گڑھ کالج جیسے مخزن رحمت کے خلاف یا تضحیک کے سوا) سر سید جیسی کوئی ایک بھی قومی خدمت آپ سے ہو سکی۔ بلکہ رفیق نے تو اپنے اس دوسرے جنم میں بھی اپنی خصلت دل آزاری کو نہ چھوڑا۔ ہاں ہم بھول نہیں سکتے رفیق نے پہلے جنم میں بے شک ایک دفعہ فرمان روائے حال کشمیر کے خلاف بدنظمی کی شکایتوں میں کشمیر کی اسلامی جماعت کی ہمدردی میں مجاہد کا رتبہ حاصل کرنے کی آرزو کی تھی مگر نہیں معلوم (کیوں) وہ مقام بھول کر یہ دوبارہ حملہ اپنے ہی قوم کے شہید پر کر کے جہاد اکبر کیا۔ ان شاء اللہ ہم ان دونوں کے ایمان اور حب اسلام کا تصفیہ قیامت کو دیکھیں گے۔ ہم کوئی رفیق کی طرح مفتی نہیں ہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ہدیہ کے لیے کفر کے فتووں سے اپنا بقچہ بھر کر رکھا ہو۔ خیال ہے کہ مسلمان سر سید اور اُس کی قومی خدمات اور رفیق اور اُس کے حالات سے بخوبی واقف ہیں ہاں جن کو ایسے رفیق کی رفاقت کا نتیجہ معلوم نہ ہوا تھا انہیں اپنی غلطی رفع کر لینے کا عمدہ موقع مل گیا ہے

رفیق کے مذہب کے سوا کوئی مذہب اور بالخصوص اسلام جیسا مقدس کبھی ایسے ناپاک کلمات کسی ایسے بزرگ کی نسبت استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے؟ اسلام تو حیوان کو بھی گالیاں دینے سے منع فرماتا ہے کیا وہ شخص جو ایسے ہمدرد قوم بزرگ سید کو ایسے جھوٹے کلمات سے مخاطب کرتا اپنی زبانی تعزیت سمجھے اُسے کوئی بھی دین دار مسلمان رسول عربی کے تابع فرمان سمجھے گا؟ ہمیں تو یقین ہے کہ سب مسلمان متفق اللسان اس کی شہادت دیں گے

رفیق ار سید سے کافرے خواند چراغ کذب را نبود فروغے
مسلمان خوانمش زیرا کہ نبود
سزاوار دروغ جز دروغے

کیوں کہ اسلامی محبت کے لیے دینی پاکیزگی اُس کے دل و دماغ کو اگر کچھ بھی روشنی بخشتی تو جلدی ویلیس یا پنڈت لیکھ رام کی متعصب تصنیفوں کے جواب میں ہی قلم اُٹھاتے یا اسلامی پاکیزگی کی اشاعت کے لیے ایک دو کالم اخبار وقف کر دیتے یا قوم کو ترقی کی تدابیر بتلانے سے وہ گذشتہ رحمۃ صلوۃ کہلانے کا مستحق تھا مگر اُس کے سینہ کی سوزش اور دل کی خلش اُس کے دماغ میں ایسے پاکیزہ خیال آنے کا موقع ہی کب دے سکتے ہیں اور گنجائش ہی کہاں رکھی ہے کل اناء یترشح بما فیہ

اب اسلامی انجمنوں کو بھی جنھوں نے اظہار حق کا اظہار کر کے آپ کے دھوکے کی ٹٹی کو توڑ دیا یا گر کر دینا چاہتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھا کہ یہ انہیں کس کھوٹ خواہش فرمائی کا نتیجہ ہیں اور جو کام انھوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ کس کی گونجتی ہوئی صدا ہے۔ یاد رہے یہ سب سر سید کی آرزوئیں خدا آج اُس کی آنکھوں کے سامنے پوری کر رہا ہے۔ اور یہ اسلامی محبت کا جوش اُسی کے دل سے نکلی ہوئی دعا کی اجابت کا اثر ہے۔ یہ انجمنیں آپ کے دم میں ہرگز نہیں آ سکتیں کیوں کہ یہ اسی دھن میں سرگرمی سے کام کر رہی ہیں جو اسی سر سید کی دل ہلانے والی آواز نے اُن کے دلوں میں اسلامی حمیت اور قومی محبت پیدا کر دی ہے۔ اپنے باطنی بخارات کو ایسے نامعقول طریقے سے نکالنے اور ایسی ناشائستہ حرکت کو دین کی طرف منسوب کرنے سے خواہ آپ کتنے ہی فرعونی دعوے کریں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ ربانی طاقت اُن کی معاون نہیں۔

آپ سید یا اُس کی آل و اولاد کو دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر قوم کی ترقی کے سرچشمہ محمدن کالج اور قومی تعلیمی کانفرنس کی بیخ کنی کو اپنا مدعا قرار دیتے تو سر سید تمہیں معاف کر دیتے یا نہ کرتے خدا و رسول کریم کے فیصلہ پر قیامت تک ان کو چھوڑتا مگر آپ تو نکلتے ہی قوم کی ترقی کے وسائل کے بھی ویسے ہی دشمن نکلے جس کی برداشت قوم کو نہیں۔ لیکن

ابھی ہم دل جناب کو سنبھال کر اسلامی خاصے سے صبر کر کے شہنشاہ اورنگ
اور نگ زیب جیسے متدین بزرگ کے قول پر بالفعل اس تحریر کو ختم کرنے میں
کہ "خداوند مزن تیغ بر اہداپ کند یا گردن بشکند"

راقم بندہ علی بخش از گوجرانوالہ

ایک ماہوار رسالہ

المعارف

کا اشتہار

اس رسالے کے جو مقاصد اور اغراض ہیں اُن کی زیادہ توضیح کے لیے مناسب ہوگا کہ اس کی تجویز کی ابتدائی تاریخ بیان کی جائے۔ ایک مدت سے اکثر مجھ کو یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ اسلامی تاریخ میں بہت سے ایسے کارنامے اور چھوٹے چھوٹے دلچسپ واقعات ہیں جن کے لیے کوئی مستقل تصنیف نہیں لکھی جا سکتی تاہم ان کو قوم اور ملک کے سامنے لایا جائے تو کس پیرایہ میں لایا جائے۔ مثلاً مسلمانوں کے کتب خانے۔ رصد گاہیں۔ سفرنامے تحقیقات علمی۔ تمدن و معاشرت۔ اس قسم کے اور بہت سے مضامین ہیں جن کے متعلق تفصیلی معلومات کا سرمایہ موجود نہیں اور جس قدر موجود ہے اُس پر الگ الگ کتابیں نہیں جا سکتیں

اس بنا پر خیال ہوا کہ ایک ماہواری رسالے سے یہ کام لیا جائے چونکہ ملک میں اس قسم کا مذاق اتنا عام نہ تھا کہ صرف اس محدود عنوان پر کوئی ماہوار رسالہ اشاعت پا سکتا۔ اس لیے یہ تجویز عمل میں نہ آسکی مصر و روم کے سفر میں اس ارادے کو تحریک ہوئی۔ ان ممالک میں جہاں قدیم اسلامی تاریخ کے ذخیرے ڈھونڈھتا رہا یہ بھی دیکھتا تھا کہ مسلمانوں کی موجودہ تعلیم و تربیت کا کیا نقشہ ہے۔ بہت سی باتیں خود تحقیق کیں اور اکثر اخبارات اور علمی رسالے دیکھے جن سے یہ امید ہوئی کہ معلومات کا یہ سلسلہ آیندہ بھی قائم رہ سکتا ہے۔ یعنی ان ملکوں میں جو تربیت اور طرز تعلیم ہے اور جو کچھ اس میں اصلاحیں اور ترقیاں ہوتی رہتی ہیں وہ وقتاً فوقتاً ان اخبارات و رسالوں کے ذریعے سے معلوم ہو سکتی ہیں اس طرح اگر مسلمانوں کی قدیم تاریخ کے ساتھ جدید تاریخ کو بھی شامل کر لیا جائے تو مضمون وسیع ہو جائے گا اور اسی کی بنا پر ایک مستقل رسالہ کا جاری کرنا بے جا نہ ہوگا۔

ان باتوں پر میرا ارادہ راسخ ہو رہا تھا لیکن خوش قسمتی سے بعض غیر مترقبہ اسباب پیدا ہو گئے جن کے بعد مجھ کو کسی حالت منتظرہ کا انتظار نہ رہا۔ مسٹر ارنلڈ جو ہمارے کالج میں فلاسفی کے پروفیسر ہیں انگریزی کے سوا یورپ کی کئی زبانیں جانتے ہیں اور چونکہ ایک مدت سے معاملہ اسلام پر وہ ایک بہت بڑی کتاب لکھ رہے ہیں اس لیے ان زبانوں میں جس قدر تصانیف اسلام اور تاریخ اسلام کے متعلق ہیں اُن کا بہت بڑا حصہ اُن کی نگاہ سے گذر چکا ہے۔ صاحب موصوف سے جب میں نے اپنے خیالی رسالے کا تذکرہ کیا تو اُنھوں نے نہایت آمادگی سے اُس کی اعانت کا وعدہ کیا اور اجازت دی کہ اُن کا نام رسالے کے اڈیٹروں میں شامل کیا جائے۔ اُن کے ساتھ ہمارے کالج کے سکنڈ ماسٹر میر ولایت حسین صاحب بی۔ اے نے بھی اڈیٹری قبول کی اور اس طرح مجھ کو اس کام میں دو قوی بازو مل گئے اور رسالے کو دو سرپرست ہاتھ آ گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کل یورپ نے اور علوم و فنون کے ساتھ علم تاریخ کو اس بلند رتبہ پر پہونچا دیا ہے کہ کوئی قوم گو اپنی ہی تاریخ لکھنی چاہے یورپ کی تصنیفات سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔

جس قسم کے مضامین اس رسالے میں وقتاً فوقتاً شایع ہوں گے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مسلمانوں کی علمی اور عقلی ترقیاں۔

۲۔ اسلامی تاریخانہ مسائل کی تحقیقات اور یورپ کے مصنفین نے جہاں اُن کے متعلق غلطی کی ہے اُن کی اصلاح

۳۔ مشہور مصنفین اسلام کی سوانح عمریاں۔

۴۔ عربی۔ فارسی۔ اور اُردو زبان کی انشا پردازی اور علم اللسان کی تحقیقات

۵۔ مصر و روم و ہندوستان کی موجودہ تعلیم و تربیت و تصانیف۔

ہندوستان، مصر، بیروت کے میگزینوں میں جو آزاد کسی حیثیت سے اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں اُن کے ترجمے۔

کسی حال میں اس رسالے کو پالٹکس اور مذہبی بحثوں سے سروکار نہ ہوگا

یہ رسالہ ۳۲ صفحوں میں ہوگا اور خط خوب صورت اور ۲۰×۲۶ کے آٹھویں حصہ پر بہت صاف چھپایا جائے گا۔ قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ چھپائی وغیرہ اخراجات ادا کرنے کے بعد جو بچت ہوگی وہ اسی رسالے کی وسعت اور ترقی دینے یعنی اُن میگزینوں اور کتابوں کے بہم پہونچانے میں صرف ہوگی جو رسالے کی زیادہ ترقی کا سبب ہوں۔

قیمت چونکہ پیشگی لی جائے گی اس لیے قیمت کے وصول کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے نام پرچہ روانہ کیا جائے تین یا چھ مہینے کی قیمت کا حساب لگا کر ویلیو پے ایبل روانہ کیا جائے اور جب یہ مدت ختم ہو چکے دوسرا پرچہ اسی طرح ویلیو پے ایبل بھیجا جائے۔

رسالہ کا پہلا پرچہ پہلی مارچ کو شایع ہوگا جو صاحب خریداری کی درخواست بھیجیں وہ نقد ہرگز نہ بھیجیں بلکہ صرف ویلیو پے ایبل بھیجنے کی اجازت دیں۔

المشتہر شبلی نعمانی۔ پروفیسر مدرسۃ العلوم مسلمانان
علی گڈھ (مالک [illegible])

مکہ معظمہ

چٹھی بنام اڈیٹر عالم تصویر

مجھے اس امر کا سخت افسوس ہے کہ ہندوستان کے اہل اسلام کو اس ٹرکی سلطنت کے حالات اور پولٹیکل معاملات سے جس قدر دلچسپی ہے اُن کے پاس اُس کی معلومات کے ذریعے بالکل نہیں۔ جب کبھی اُن کو اس سلطنت کے معاملات کی طرف توجہ ہوئی اور دریافت کرنا چاہا تو انگریزی اخباروں کے سوا اور کوئی دوسرا ذریعہ نہیں کہ معلوم کر سکیں۔ انگریزی اخباروں کو مسلمانوں سے علی العموم اور ٹرکوں سے بالخصوص جس قدر دلچسپی ہے وہ ظاہر ہے اور اُن کی راستبازی اور دیانت داری بھی معلوم۔

دور جا پڑے ٹرکی تو ہندوستان سے کئی ہزار میل دور ہے خود ہندوستان ہی میں دیکھ لیجیے کہ ان اسلامی چند نیم جان ریاستوں کی نسبت کیا کچھ زہر اگلا جاتا ہے۔ آج نظام دکن کو اندرونی معاملات میں رائے زنی تو کل رئیسہ بھوپال کے طرز حکومت پر نکتہ چینی۔ اس وقت امیر کابل کو سر فساد بتلایا تو دوسرے وقت رام پور کے معاملات میں درست انتظامی کی ترغیب۔

عرب ٹرکوں کی نسبت یہ جہاں تک لکھیں سب سچ اور درست ہے ٹرکوں کی اس وقت جو حالت ہے اور جس بیدار مغزی سے وہ اپنی اندرونی معاملات کی اصلاح میں لگے ہوئے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ چند روز میں اپنی اصلی حالت پر آجانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہت عرصہ نہیں گذرا کہ شہنشاہ جرمنی قسطنطنیہ کی سیر۔ بلاد میں جب امپریل مجسٹی کے مہمان تھے شہنشاہ نے اپنے خیالات گورنمنٹ ٹرکی کی نسبت جو برلن میں عام جلسہ میں ظاہر کیے وہ یورپ کی سلطنتوں میں نظر حیرت سے دیکھے گئے۔

یاور اکرم و والی حجاز عثمان پاشا کی تبدیلی

جس والی کا نام ہم نے عنوان پر لکھا ہے وہ شخص ہے جس کے والی حجاز ہونے کی خبر شایع ہو چکی ہے۔ حجاز کے فتنہ کے فرو کرنے اور ان پہاڑی شجاعوں کے مطیع کرنے میں عثمان پاشا نے جو کارروائیاں کیں وہ واقعی اس لائق ہیں کہ زمانے کے عقلا اور حکام اُن کو نظر قدرت سے دیکھیں۔

ہمارا اور اکثر اہل الرائے کا خیال تھا کہ شاید اس محسن وزیر اور تجربہ کار حاکم کی عمر کا یہ اخیر حصہ بلاد عرب اور خصوصاً تنظیم مقام اور اور وہاں کے اہالی کی خدمت گذاری میں صرف ہو اور یہاں سے تبدیلی نہ ہو لیکن یہ سب امیدیں ایک آن واحد میں درہم برہم ہو گئیں اور دو تین ہفتہ گذشتہ میں عثمان پاشا کی حجاز سے حلب کو تبدیلی ہو گئی۔ اس منصف مزاج اور عادل حاکم کی مفارقت کا اہل حجاز کو جس قدر تاسف ہے وہ عام عادل رعیت پرور حکام کی مفارقت کے افسوس سے بہت بڑھا

ہوا ہے۔ اس تبدیلی کا سبب امریکہ سے اندرونی معاملات میں مخالفت بتلائی گئی ہے جس سے کسی قدر ہمیں بھی اطلاع ہے

ہمارے خیال میں تو جہاں تک ہم فکر کرتے ہیں اور آپ معاملات کو جو اس تبدیلی کے سبب ہوئے نظر غور سے دیکھتے ہیں شریف صاحب ہی کا نقدہ خیال میں آتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ کارروائی برعکس کیوں کی گئی اس پر رائے قائم کرنے یا اعتراض کرنے کو "اسرار ملکت خویش خسروان دانند" مانع ہے۔ تاہم تجھے کہ دوسرا والی آئے وکالۃ ولایت کے کاروبار کو احمد راتب پاشا انجام دیں گے۔

یہ وہی احمد راتب پاشا ہیں جن کو سال گذشتہ ایام سرما میں ہندوستان کی سیاحت کی غرض سے حضرت سلطان نے بھیجا تھا۔ اور حیدرآباد دکن بھی سفیر ترکی مقیم بمبئی کے ہمراہ گئے تھے ہندوستان کی تمام سیر و سیاحت کے حالات قلمبند کر کے قسطنطنیہ لے گئے تھے جو ہزا ایکسیلنسی کی خدمت میں من جملہ اور ہدایہ کے پیش کش کیے گئے ہیں اور وہاں کے بعض اخبارات میں وہ ہندوستان کا سفرنامہ چھاپا گیا ہے

ہندوستان کے تمام شہروں میں اون کو بمبئی اور لکھنؤ پسند آیا ہے جس کے وہ بہت کچھ مبالغہ کے ساتھ مداح ہیں۔

دار العجزہ (محتاج خانہ)

جس عالی شان عمارت کا ہم کچھ مختصر حال ہدیہ ناظرین کرتے ہیں وہ عظیم الشان عمارت ہے جس کا بنیادی پتھر حسب فرمان خدمت سلطان کا غذخانہ کے پر فضا میدان میں ماہ گذشتہ ۲۰ تاریخ کو ناظر داخلیہ شاکر پاشا نے اپنے ہاتھوں سے رکھا۔ یہ عمارت قسطنطنیہ میں رفاہ عام کی حیثیت سے پہلی ہی عمارت ہے جو اس بااقبال شہنشاہ کے وقت تیار ہوگی اور آج تک اس کی نظیر کسی بادشاہ کے زمانے میں نہیں قائم ہوئی غرض اصلی اس کی بنا سے یہ ہے کہ تمام ممالک عثمانیہ کے محتاج اور وہ لوگ جو قوت لایموت کے بہم پہونچانے سے عاجز ہیں رکھے جائیں اور ان کی ہر طرح سے خبرگیری کی جاوے

اس عمارت کی تیاری کے واسطے حضرت سلطان نے تیس ہزار لیرہ عثمانی (جس کے چار لاکھ بیس ہزار روپیہ ہوتے ہیں) مرحمت فرمایا ہے۔ حضرت سلطان کے عطیہ کے سوا ماہ گذشتہ تک اکتیس ہزار لیرہ ظاہر کی گئی ہے

راقم مخلص علی عنہ از مکہ معظمہ

(عالم تصویر)

انجمن حمایت بیوگان اسلام بارہ بنکی

کا تیسرا سالانہ اجلاس

۲۵ دسمبر ۱۸۹۲ء کو انجمن حمایت بیوگان اسلام کا تیسرا سالانہ جلسہ نہایت شان و شوکت اور کامیابی کے ساتھ گورنمنٹ ہائی سکول نواب گنج بارہ بنکی میں ہوا جس میں لائق لائق اور معزز اور ہمدرد حضرات مقامات دور دراز سے مسافت طے کر کے شریک ہوئے تھے۔ پنجاب بمبئی کلکتہ اور ریاست بھوپال تک کے مسلمان شرکت جلسہ کیلئے آئے تھے۔ اور اجلاس نہایت بارونق تھا۔

ابو المحاسن مولوی حکیم سید محمد اسحق صاحب سکرٹری انجمن نے صدر پر سالانہ رپورٹ پیش کی اور ہندوستان کے ساتھ بتایا کہ اب کی سال چالیس بیوائیں سہاگن بنیں۔ انجمن کا سالانہ مداخل اور خرچ پیش کیا اور بالاتفاق منظور رہا۔ مسٹر پی جی ہوانٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی کی ہمدردی آمیز چٹھی کا ترجمہ سنایا۔ جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"مجھکو آپ کے عنایتنامہ سے بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ یہ کوشش میری رائے میں قابل پسند ہے۔ میں بلا تامل کرنل گرگ صاحب کے ساتھ اس بیان میں متفق ہوں کہ مجھ کو اس کے ساتھ ہمدردی ہے۔ لیکن چونکہ انجمن کا جلسہ ۲۵ دسمبر کو ہے اور اسی روز بڑا دن ہے مجھ کو اندیشہ ہے کہ اس روز پہونچنا مشکل ہوگا اور اس وجہ سے آپ کو ناخوش ہونا چاہیے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ میرا عذر قبول کریں گے مجھے توقع ہے کہ انجمن اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگی خاص کر اس وجہ سے کہ کسی جدید امر کے لیے وہ کوشش نہیں کرتی ہے بلکہ اسی رسم کو زندہ کرنا چاہتی ہے جو شرع محمدی میں پہلے سے مقرر ہے

مجھے امید ہے کہ شایستہ خیال لوگ کامل طور سے آپ کے ساتھ اتفاق کرین گے اور صرف انھین کو اختلاف ہوگا جو تنگ خیال اور رسم و رواج کے بندے ہین۔

آپ کا نیازمند پی جی ہوائٹ

مولوی سید محمود رضا صاحب رئیس سندیلہ نے سیٹھ حاجی رحمت اللہ صاحب کا تار سنایا جس مین اُنھون نے اپنی اتفاقیہ غیر حاضری کی نسبت معذرت کی تھی۔ مولوی عبدالاحد صاحب عقد بیوگان کی ہمدردی مین نہایت شستہ اور فصیح اردو مین تقریر فرمائی جس نے نہایت اور حاضرین پر بہت عمدہ اثر پیدا کیا مولوی عبدالخالق صاحب جن کے مزاج مین خدا نے بیواؤن کی ہمدردی کا خمیر کیا ہوا ہے نہایت پرجوش لہجہ مین تقریر فرمائی اور ثابت کر دیا کہ خدا کے بندون مین ابھی کس قدر رحم کا مادہ موجود ہے۔

اس جلسہ مین حسب تفصیل ذیل رزولیوشن پاس ہوئے۔

نمبر ۱۔ چونکہ ڈپٹی شیخ واجد حسین خان بہادر تعلقہ دار گدیا و ڈپٹی کلکٹر شاہجہان پور سابق صدر انجمن نے اپنی ملازمت اور عدیم الفرصتی کے باعث استعفا دے دیا ہے اس لیے ضرور ہوا کہ اُن کی جگہ پر کوئی اور انھین کا سا ہمدرد منتخب ہو۔ اور اس انتخاب کے لیے شیخ ممتاز علی صاحب رئیس مسولی زیادہ موزون ہین

پیش مولوی محمد اسحق صاحب معتمد انجمن نے اور

تائید کی منشی نواب علی صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ نے اور

بالاتفاق پاس ہوا۔

نمبر ۲۔ حضرات ممبران کو چاہیے کہ جہان تک اُن کو معلوم ہو اُن بیواؤن کی فہرست جو قابل نکاح ہون معتمد انجمن کے پاس بھیج دیا کرین تاکہ انجمن کو تحریک کے لیے موقع ملے اور یہ بھی لکھ دیا کرین کہ بیوہ کی جائے سکونت اور اُس کے باپ کا کیا نام ہے

پیش کیا مولوی عبدالاحد صاحب نے

تائید کی منشی نواب علی صاحب نے اور

اس قدر ترمیم کے بعد کہ "بیوہ کی عمر سے بھی اطلاع دی جایا کرے تاکہ انجمن غور کر سکے کہ بیوہ بلحاظ اپنی عمر کے اس قابل ہے کہ اُس کی عقد کے لیے انجمن تحریک کرے یا نہین"، منظور ہوا۔

نمبر ۳۔ سال گذشتہ مین ایک رزولیوشن پاس ہوا تھا کہ جن کے ہان بیوائین قابل نکاح ہون اگر انجمن مناسب سمجھے اُن کے عقد کی بہ تحریری طور پر تحریک کرے۔ چونکہ ہر وقت جزوی امور کے لیے انجمن کا مجتمع ہونا دشوار ہے لہذا معتمد کو اجازت دی جائے کہ جہان مناسب سمجھے من جانب انجمن تحریر بھیجا کرین

تائید کی اس کی منشی میر سید حسین صاحب سررشتہ دار محکمہ زراعت نے

تحریک کی ابوالمحاسن مولوی سید محمد احسن صاحب نے

منشی مشرف علی صاحب رئیس جگور نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ انجمن کی اجازت مشروط ہونا چاہیے۔ بعد مباحثہ کے اس قدر ترمیم کے بعد کہ "صاحب صدر انجمن سے معتمد صاحب بذریعہ تحریر اتفاق رائے کر لیا کرین" پاس ہوا۔

نمبر ۴۔ جن بیواؤن کا نکاح سال بھر مین ہوا ہے اُن کی فہرست کارروائی شایع ہونے سے پہلے بغرض اشتہار کے چھاپ کے روانہ کی جایا کرے و نیز مختلف مقامات کے اخبارون مین بھیجی جایا کرے۔

پیش کیا مولوی عبدالاحد صاحب نے

تائید کی مولوی سید محمد رضا صاحب

اس پر یہ اختلاف ہوا کہ انجمن چھپائی اور روانگی کے مصارف کا عبث بار پڑے گا۔ مگر یہ خرچ منشی نواب علی صاحب وکیل نے اپنے ذمہ لیا اور رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا۔

نمبر ۵۔ انجمن ایک تنخواہ دار پرجوش واعظ مقرر کرے جو ہندوستان کے مختلف حصون اور شہرون مین دورہ کر کے عقد بیوگان کی ترغیب مین کوشش کرتا رہے

پیش کیا مولوی سید محمود رضا صاحب نے

تائید کی مولوی سید قمرالدین صاحب نے

یہ رزولیوشن بعد طول طویل مباحثہ کے اس غرض پر پاس ہوا کہ اگر

حاجی رحمۃ اللہ صاحب پندرہ روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کرین جیسا کہ
مولوی محمد اسحٰق صاحب سے معلوم ہوا تو واعظ مقرر کیا جاے
نمبر ۶۔ واعظ کے لیے علاوہ تنخواہ کے اور ضرورت کے مصارف کی
ضرورت ہوگی لہذا اس خاص اس مصرف کے چندے کی ایک فہرست
کھولی جاے۔

پیش کیا منشی سید حسین صاحب نے
تائید کی مولوی سید محمد اسحٰق صاحب نے اور بالاتفاق
پاس ہوے۔ چندہ کی فہرست مین اسی وقت پچاسی روپیہ لکھ دیے گئے

نمبر ۷۔ ہر ایک ممبر و سرپرست و رفیق انجمن سے جب وہ اپنا نکاح
ثانی کسی کنواری سے کرتے ہون استدعا کی جاے کہ کسی بیوہ سے نکاح
کرینا پیش کیا منشی سید اشرف علی صاحب نے
تائید کی منشی کرامت علی صاحب نے اور اس قدر
ترمیم کے بعد "جہان تک ہوسکے بیوہ سے عقد کرین" باتفاق پاس ہوا

نمبر ۸۔ مختلف مقامات مین جہان کہین ممکن ہو اس انجمن کی متعدد
شاخین قائم کی جائین اور جہان انجمن کے کم سے کم پانچ ممبر موجود ہون
ایک شاخ انجمن کی کھولی جاے جس کے اغراض اس انجمن سے موافق ہون
اور قواعد پاس شدہ انجمن کے پابند ہون

پیش کیا مولوی سید قمرالدین احمد صاحب نے
تائید کی مولوی سید محمود رضا صاحب نے
بالاتفاق پاس ہوا۔

نمبر ۹۔ مختلف شہرون اور قصبات مین انجمن کی طرف سے وہان کے
معزز اور عام لوگون پر اثر ڈالنے کے لیے مختلف جلسے بذریعہ وکلا کیے جایا
کرین اور ارادہ ممبرون کی تعداد بڑھانے مین کوشش کی جاے۔

نمبر ۱۰۔ انجمن کو واعظین کی فہرست رکھنا چاہیے جو نکاح ثانی
بیوگان پر عام طور سے وعظ کہا کرتے ہین اور ہوسکے تو بقدر ضرورت
امداد بھی کی جایا کرے۔

نمبر ۱۱۔ جہان کہین معلوم ہو کہ کوئی بیوہ نکاح پر مستعد ہے اور مرد
مین ملتا ہے۔ انجمن مرد کو مستعد کرنے مین کوشش کرے۔

نمبر ۱۲۔ ممبران انجمن کو چاہیے کہ جو لوگ بیوہ سے عقد کرتے رہتے
ہون اُن کی فہرست مفصل طور پر انجمن کو بھیج دیا کرین۔

نمبر ۱۳۔ چونکہ مقاصد اس انجمن اور انجمن کلانور کے ایک ہی
ہین۔ لہذا دونون انجمنون کو ایک دوسرے سے متفق رہنا چاہیے۔ گویا
دو قالب اور ایک جان۔ جب اس انجمن کسی امر کی ضرورت ہو تو انجمن بیوگان
کلانور کو بغیر کسی تکلف کے اطلاع دے اور انجمن کلانور کو ضرورت ہو
اس انجمن کو اطلاع دے۔

پیش کیا مولوی عبدالخالق صاحب بانی انجمن بیوگان کلانور
تائید کی غلام محمد صاحب نے اور بالاتفاق منظور ہوا۔

نمبر ۱۴۔ یہ انجمن اور انجمن کلانور دونون مل کر ایک اخبار جاری کرین
جس مین عقد بیوگان کی ہمدردی سے بحث کی جاے اور ہر انجمن کی کارروائی
شایع ہوا کرے۔ اور یہ اخبار کی قیمت لی جایا کرے اور مفت
تقسیم ہوا کرے

اس رزولیوشن پر بہت مباحثہ ہوا اور آخر مین یہ تجویز قرار پائی کہ اخبار
وکیل ہند بیوگان کے ساتھ معاملہ کیا جاے جو دہلی سے ہفتہ وار نکلتا
ہے اور خاص بیوون کی ہمدردی کے لیے جاری ہوا ہے۔ یہ تجویز باتفاق
منظور ہوئی۔

نمبر ۱۵۔ چونکہ بارہ بنکی مین متواتر دو جلاس ہو چکے ہین جس سے
یہان کے لوگون پر پورا اثر ہو چکا ہے آیندہ سال کا اجلاس کسی دوسرے
مقام پر کیا جاے تاکہ ہر جگہ اثر پڑے

اس پر یہ تجویز ہوئی کہ انجمن اسلامیہ سندیلہ سے درخواست کی جاے
کہ آیندہ اجلاس کے اپنے ہان اہتمام کرے۔ یہ تجویز منظور ہوئی۔

نمبر ۱۶۔ مسٹر پی جی ہوانٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی کے بے
بلحاظ ان کی ہمدردی آنریبل کے شکریہ کا ووٹ پاس کیا جاے

نمبر ۱۷۔ سیٹھ حاجی رحمۃ اللہ حاجی داود صاحبان جنھون نے صرف
کثیر سے اپنے سکرٹری منشی محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالماجد صاحب

کو اپنی طرف سے بھیجا ہے ۔ ان جنہیں حقدار ہو گیان کے بہت ہمدردی ہے
ان کے بلے شکریہ کا ووٹ پاس کیا جاوے

آخر میں منشی نواب علی صاحب وکیل وائس پریذیڈنٹ نے ایک
نہایت فصیح و بلیغ تقریر فرمائی جس میں بیوگان کی ہمدردی ظاہر کرنے
کے بعد صدر انجمن کا شکریہ ادا کیا ۔ اور ممبران انجمن کی مردانہ ہمت اور
نہ تھکنے والی کوشش کی داد دی ۔ جس کے جواب میں مولوی سید
محمد اسحق صاحب نے کہا کہ میں منشی صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا
ہوں اور اعتراف کرتا ہوں کہ میرے پاس اتنے الفاظ نہیں ہیں کہ ان
کے شکریہ کا اظہار کر سکوں ۔ دراصل انجمن کو اپنے مقاصد میں جس قدر
کام یابی ہوئی ہے بہت سے ممبروں کی کوشش کا نتیجہ ہے ۔ میرے اپنے
کرنے سے کچھ نہ ہو سکتا اگر منشی نواب علی صاحب اور دوسرے ہمدرد حضرات
اپنی اولوالعزمی سے مردانہ وار مدد نہ دیتے ۔ اس لیے اس شکریہ کے خود
وہی مستحق ہیں ۔ پھر صدر انجمن کے شکریہ کے بعد جلسہ برخاست ہوا ۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کا آٹھواں سالانہ جلسہ

بفضل خدائے ذوالجلال والاکرام انجمن مندرجہ عنوان کا آٹھواں
سالانہ جلسہ ۲۵ ۔ ۲۶ فروری یوم شنبہ و اتوار کو مقام لاہور منعقد ہوگا
برادران اسلام سے عموماً اور ممبران و معاونین انجمن سے خصوصاً
امید ہے کہ وہ اس قومی جلسے کو اپنی تشریف آوری اور شمولیت سے
رونق اور تقویت بخش کر انجمن کو ممنون فرماویں گے اور عنداللہ ماجور ہوں گے
علاوہ رپورٹ سال تمام کے مولانا معجز بیان اور لیکچراران
فصیح اللسان بھی اپنے عمدہ خیالات اور فصاحت سے حضار جلسہ کو
محظوظ فرماویں گے

الملتمس شمس الدین جنرل سکرٹری

مجرب زمودہ شرطیہ دوائیں

جو شفا خانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی صاحب ایڈیٹر رسالہ حاذق ...

ہیں ملتی ہیں ۔ مفصل فہرست ادویہ ۔ سرٹیفکیٹ اور دیگر سو صفحہ کی
ایک خوبصورت کتاب میں چھپے ہوئے ہیں ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے

طلا جو عضو کے نقص اور رگ دیکھنے کا ذکر درست کر دیتی ہے ...

سرپ دماغ نامردی ۔ رقت جریان ضعف اعضائے رئیسہ
معدہ و مثانہ رعشہ ضعف جگر لاغری جسم تاریکی چشم وغیرہ وغیرہ
جو کثرت اور فواحشات سے لاحق ہوں ۔ فی بوتل للعہ

سوزاک فی قطرہ ۲۰ گھنٹہ کے استعمال سے اثر کامل دکھاتا ہے فی شیشی ... ۱۲

حب آتشک بلا منہ آئے قے و دست کے مرض دور ہو کر عود نہ کرے للعہ

ہیر آئل خوشبودار بال سیاہ سفید ہوں اور دماغ زکام ضعف
دماغ و چشم کو نافع ۔ فی بوتل ۱۲

کحل الجواہر سرمہ مقوی بصر دافع غبار جالا پھلی خارش جلن ... ۱۲

ڈینٹل پوڈر منجن دانت کا ہلنا ۔ درد کیڑا لگنا بد بو مسوڑھوں سے خون
آنے وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ ۱۲

حب ذیابیطس بار بار پیشاب کا آنا و پیاس دور کرتا ہے طاقت دیتا ہے ...
قائم مقام افیون و جانشین ۔ اس کے استعمال سے بلا ضرورت چھوٹ
جاوے رطوبات فاسدہ جذب ہوں فی تولہ ۱۲

حب بواسیر خونی بادی مسوں کی ٹیس تبخیر قبض وغیرہ دور ہو فی ہفتہ ۱۲

روغن اعجاز سوراخ مقعد ناسور خنازیر زخموں کے کیڑے درد دور ہو
ایام حمل میں بچہ کی حفاظت پختہ شدی بخار دور ہو جاوے فی ہفتہ ۱۲

خضاب زینت شباب چند منٹ میں اپنا اثر دکھاوے ۱۲

سرمور گزٹ

ہر جمعہ کو شائع ہوتا ہے اور ناظرین کو ہر سال ایک عمدہ کتاب
تحفہ دینے کا دستور ہے ۔ شرح چندہ حسب ذیل ہے
خاص معاونین سے جس قدر دس روپیہ سالانہ بلحاظ مراتب
عام شائقین سے چھ روپیہ سالانہ تین روپیہ ششماہی
طلبہ سے تین روپیہ سالانہ ایک کاپی ۲ ۔

سرمور سٹیٹ پریس ناہن سے منشی سراج الدین احمد مہتمم نے چھاپا اور شائع کیا